قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 16 ستمبر 2021ء | 08 صفر 1443 ہجری قمری | 16 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:220

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۲﴾

(البقرہ: 22)

ترجمہ: اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نفلی عبادت کی اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا۔ پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگئی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی تو فرمایا کہ دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہوگی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مؤاخذہ کیا جائے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ باب قول النبیؐ کل صلاۃ لا یتمہا صاحبہا تتم من تطوعہ)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پہلوں نے اس حکم کو بھلا دیا وہ ایک خدا کی بجائے کئی خداؤں کی عبادت کرنے لگ گئے۔ کسی نے تین خداؤں کی عبادت کرنی شروع کر دی، کسی نے بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی، کسی نے دنیاوی جاہ وحشمت کو اپنا خدا بنا لیا۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا خوف، اس کی خشیت ان کے دلوں میں قائم نہ رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! سن لو کہ اگر تقویٰ اختیار کرنا ہے تو تقویٰ اس کا نام ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور عبادت کے صحیح طریقے تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی خوبصورت شریعت کی پیروی سے ہی حاصل ہوں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2 اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

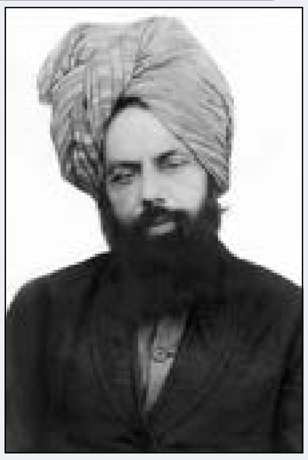

عبادت کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذّٰریٰت: 57) عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مَوۡرٌ مُّعَبَّدٌ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسا صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو، اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آ جاتی ہے۔ اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری کے کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 347۔ ایڈیشن 1988)

اس شمارہ میں

- نئے انداز اپنائیں عبادت کی ریاضت میں (منظوم)
- عشق و مشک را نتواں نہفتن
- سورۃ الرعد اور ابراہیم کا تعارف
- تعارف صحابہ کرامؓ

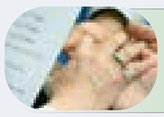

دربارِ خلافت

دسویں شرط بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر دسویں شرط یہ ہے: ’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اُس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں۔‘‘ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرما رہے ہیں) ’’اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اُس کو قوت دیں گے۔ اور اُس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اُس کے ساتھ اتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے۔‘‘

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 420)

یعنی یہ شرعی احکامات ہیں اور یہی معروف احکام ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور ایک انسان کی دنیاوی طوقوں سے نجات بھی اسی میں ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے کہ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے مَیں اُس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اُس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع مَیں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں‘‘ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوں) ’’اور اس کا ظل جس کو اس زمانے کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی، یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

پھر آپ فرماتے ہیں۔ اب ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آخر میں بیان ہے ’’اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔‘‘ (پھر فرماتے ہیں اس بارے میں کہ کون عزیز ہیں؟) فرمایا کہ ’’میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ مَیں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں‘‘ (مضبوط قلعہ میں ہوں، حفاظت میں رکھنے والا قلعہ میں ہوں) ’’جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے۔ اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مُزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی۔‘‘ (انسان جب پاک بنتا ہے، نفس کی دوزخ میں جب پاؤں رکھتا ہے جب انسان اپنے آپ کو، اپنے نفس کو پاک کرتا ہے تو پھر جتنی بھی اُس کی نفس کی آگ تھی وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے) فرمایا: ’’تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلّیٔ خاص کے ساتھ رَبُّ الۡعَالَمِیۡنَ کا اِستویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر اپنا عرش قائم کرتا ہے) تب پرانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اِسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34-35)

(خطبہ جمعہ 23 / مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نئے انداز اپنائیں عبادت کی ریاضت میں

نئے انداز اپنائیں عبادت کی ریاضت میں
انوکھے رنگ بھر دیں ہم خلافت کی محبت میں
ہماری جاں نثاری کا زمانہ یہ گواہی دے
حسینی روح نظر آئے ہمارے قلب و صورت میں
ہمیں ہیں وقت کے فرہاد، مجنوں اور رانجھا بھی
ہمارے عشق کے قدموں سے پھوٹیں دودھ پربت میں
لوائے عشق لہرائیں زمیں کے سب کناروں تک
کریں تسخیر ہر دل ہم صداقت کی قیادت میں
ہیں ساری برکتیں وابستہ دامانِ خلافت سے
خدا بنتا زباں ہے ہر خلیفہ کی خطابت میں
امام وقت ہی ہوتا ہے رہبر وقت دوراں کا
خدائی نور ہوتا ہے رواں فہم و فراست میں
ادب سے پاؤں رکھنا تم جھکا کر آنکھ ملنا تم
خدا کا بادشاہ ہوتا ہے دربارِ خلافت میں
وہ دن آتے ہیں اب نزدیک سن لو اے جہاں والو
کہ ہوں گے بادشہ شامل مسیحا کی جماعت میں

عبدالجلیل عباد

***

اداریہ

عشق و مشک را نتواں نہفتن

ہمارے اندر سے آنحضرت ﷺ سے محبت کی خوشبوئیں پھوٹنی چاہئیں

یہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس بے عیب کائنات میں انسان بعض چیزوں کو روکنے اور محدود کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، ان میں ہوا، بارش اور بادل کا چلنا وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ خوشبو اور محبت کو بھی اگر ہم چھپانا چاہیں تو چھپا نہیں سکتے۔ سچ کہا ہے کسی نے ’’عشق و مُشک را نتواں نہفتن‘‘ کہ عشق (محبت) اور مُشک (خوشبو) چھپائے نہیں چھپتے۔

مادی دنیا میں اگر کسی کو کسی سے عشق یا محبت ہو جائے تو خواہ وہ دونوں فریق اِسے ظاہر نہ بھی کریں تو محبت ان کی اداؤں، ان کے عملوں، ان کی باتوں اور ان کی حرکات وسکنات سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ یہی کیفیت مُشک یعنی خوشبو کی ہے۔

کسی شاعر نے خوشبو کو محدود نہ کر سکنے کے حوالے سے اس شعر میں ایک اور طرح کا مضمون باندھا ہے: ؎

ہم تو خوشبو ہیں ہمارا راستہ روکے گا کون
کس بلندی تک یہ دیواریں اٹھا لے جائے گا

میں نے کسی عزیز کے فون کے status میں پڑھا تھا کہ اگر خوشبودار پھولوں سے ہوا کا گزر ہو جائے تو ہوا بھی خوشبودار ہو جاتی ہے جو سارے ماحول کو مُعطر کر دیتی ہے۔

یہی کیفیت بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں روحانی دنیا میں نظر آتی ہے اور آنی بھی چاہیے۔ مذہبی دنیا میں اگر محبت کو لیں تو سب سے پہلے اپنے پروردگار اور خالق حقیقی سے اس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ جو عبادات، نوافل اور ذکر الٰہی نیز شکر الٰہی کے دلی جذبات سے ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے نمبر پر ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ اپنے عمل اور اپنی حرکات اور اپنی زندگی میں ڈھالنے سے بھی ہونا چاہئے۔ اس سچی محبت کا تقاضا ہے کہ جو کام ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیے وہی کام ہم کریں۔ اللہ اور اس کی مخلوق سے ایسا ہی پیار کریں جیسا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنے آقا و مولیٰ سے پیار مثالی تھا۔ وہ جس جگہ سے گزرتے۔ صحابہؓ بھی وہاں سے گزرنا باعث ثواب وبرکت سمجھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک سفر کے دوران ایسے درخت کے قریب سے گزرے جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر قضائے حاجت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی قافلہ سے الگ ہو کر اس درخت کے نیچے اسی طریق پر بیٹھ گئے جس طرح پیارے آقاؐ بیٹھے تھے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت حاجت محسوس نہ ہو رہی تھی۔

کسی نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے: ؎

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں مومنوں کو اپنے والدین اور بچوں سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے پیار کی نصیحت فرمائی ہے۔ فرمایا:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

(آل عمران: 32)

کہ اے محمد ﷺ! تو مومنوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی منزل آنحضور ﷺ سے محبت کے راستے سے ہو کر گزرتی ہے۔

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کی محبت کی وجہ سے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول بھی تم سے محبت کرے تو تمہیں چاہیے کہ:

ہمیشہ سچ بولو
امانت میں خیانت نہ کرو اور
اپنے پڑوسی سے ہمیشہ حسن سلوک کرو۔

(مشکوٰۃ، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

اس مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلۡمَرۡءُ مَعَ مَنۡ اَحَبَّ اور ایک روایت میں اَنۡتَ مَعَ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ کے الفاظ میں بھی بیان فرمایا ہے یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کی حصولِ محبتِ الٰہی کی یہ دعا صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی یہ دعا آپؐ خود بھی پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنۡ یُّحِبُّکَ وَ عَمَلَ الَّذِیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّکَ۔ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَّفۡسِیۡ وَمَالِیۡ وَاَھۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ۔

(ترمذی، کتاب الدعوات)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی محبت میرے دل میں اتنی ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

پس ہر مومن کے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے محبتِ الٰہی اور حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہونی چاہیے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تقاریر و خطبات میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اوصاف اور خصوصیات کی وجہ سے چھوٹا محمد بننے کی کوشش کریں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اندر اُتارنے کی کوشش کریں۔

جہاں تک خوشبو کا تعلق ہے تو اس کا بھی اوپر بیان کئے گئے مضمون سے بہت گہرا تعلق ہے۔ روحانی خوشبو سے یہی مراد ہے کہ ہمارے اعمال ایسے حسین اور خوبصورت ہوں کہ ہماری نسلیں ان کو دیکھ کر اس خوشبو کو اپنے اندر بسائیں اور جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلتا جاتا ہے اسی طرح ایک مومن، دوسرے مومن کو اپنے نیک اعمال سے خوشبودار اور رنگین کرتا چلا جائے۔

کہتے ہیں کہ گلاب کے پھولوں کی پتیاں زمین پر گرنے سے زمین کا وہ حصہ بھی خوشبودار ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی گلاب کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگتی ہے۔ اسی طرح ایک مومن کے کسی جگہ قیام کرنے اور صحبتِ صالحین کی وجہ سے پیدا ہونے والے نیک نمونے کی برکت سے وہ علاقہ اسلامی تعلیمات کی خوشبو سے مہکنے لگتا ہے۔ اسی طرح کی مثال حدیثوں میں بھی ملتی ہے کہ عطر فروش کے پاس بیٹھنے سے خوشبو آئے گی اور آگ کا کام کرنے والے لوہار کے پاس سے دھواں اور بدبو ملے گی، لامحالہ ہمیں وہاں ہی بیٹھنا چاہئے جہاں سے ہمیں خوشبو ملے یعنی اللہ کے ذکر کی محفلیں۔

قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی ایک بڑی تعداد اپنے مرحوم بزرگوں کی سیرت و سوانح پر مضامین تحریر کر کے الفضل میں بغرض اشاعت بھجوا رہی ہے۔ انہیں پڑھ کر یہ پوری تسلی سے کہا جا سکتا ہے کہ یاد رفتگان پر مشتمل ان مضامین میں بزرگان کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے مہکنے والی وہ پیاری خوشبوئیں ہوتی ہیں جو وہ اپنی نسلوں میں چھوڑ گئے۔ کوئی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی خاطر احمدی گھروں کا تربیتی دورہ کرنے پر مامور تھا۔ کوئی اپنے گھر میں نماز سنٹر بنا کر نماز باجماعت کی خوشبوئیں بکھیرتا ہوا اس دنیا سے روانہ ہوا۔ کوئی درس و تدریسِ علوم قرآن، دعوت الی اللہ اور تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اور کوئی اپنے خاندانی باغیچے کو اسلامی، دینی اور جماعتی چمن بنا کر خوشبوئیں منتقل کر کے اس دنیا کو خیرباد کہہ گیا۔ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر دوسرے خطبہ جمعہ میں مرحومین کا ذکر خیر اور سیرت کے خوشنما مہکتے واقعات سنتے ہیں اور ان سے ہم قسم ہا قسم کی خوشبوؤں سے فیض حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ خلافت کا یہ کتنا عمدہ فیضان ہے کہ ہمیں یہ آگہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام، صحابہؓ اور نیک بزرگوں کے اعمال کی خوشبوؤں کو اپنے اندر اُتارنے اور بسانے کی توفیق دے۔ اور ہم سنتِ رسول اور احادیث نبوی ﷺ پر اتنا عمل کریں کہ ہمارے اندر سے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک حسین اعمال کی خوشبوئیں پھوٹنے لگیں اور ہمارا ماحول ان خوشبوؤں سے معطر ہو کر مالامال ہو جائے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے۔ اُداسی اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھُپے اور اپنے آپ کو چھُپا لے مگر چھُپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے: ؎

عشق و مشک را نتواں نہفتن

جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں جس سے اُن کے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کے افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے۔ کوئی رُسول نہیں آیا جس کا راز خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ اسی راز کے چھپانے کی خواہش اس کے اندر ہوتی ہے مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی اُن کو ملتی ہے جو چاہتے ہیں ان کو ملتا نہیں اور جو نہیں چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

جب تک انسان ادنیٰ حالت میں ہوتا ہے اس کے خیالات بھی ادنیٰ ہی ہوتے ہیں اور جس قدر معرفت میں گِرا ہوا ہوتا ہے اِسی قدر محبت میں کمی ہوتی ہے۔ معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص میں محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے۔ اَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ سے یہی تعلیم ملتی ہے۔ صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھتا ہے کہ وہ اس کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ خدا تعالیٰ تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکھلاوے اور اس پر ظن نیک رکھے تا وہ بھی وفا دکھلاوے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 46-45 ایڈیشن 1986ء)

(ابو سعید)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ الرعد اور ابراہیم کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الرّعد

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چوالیس آیات ہیں۔

یہاں الٓمّٓ کے علاوہ حرف 'ر' آتا ہے اور الٓمّٓر کا مطلب ہے اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ وَاَرٰی یعنی مَیں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

اس سورت میں کائنات کے ایسے مخفی رازوں سے پردہ اٹھایا جارہا ہے جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست کوئی بھی خبر نہیں تھی۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس سے پہلے جو خبریں تیرے سامنے بیان کی گئی ہیں وہ بھی یقیناً ایک عالم الغیب اللہ کی طرف سے بیان کی گئی تھیں جن میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

کائنات کے رازوں میں سے سب سے بنیادی بات جو یہاں پیش کی گئی ہے وہ کشش ثقل (Gravity) کی حقیقت ہے۔ فرمایا کہ زمین و آسمان از خود اتفاقاً اپنے مدار پر قائم نہیں بلکہ تمام اجرام فلکی کے درمیان ایک ایسی پنہاں قوت کام کر رہی ہے جسے تم آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔ اس قوت کے نتیجہ میں اپنے مدار پر قائم سارے اجرام فلکی گویا ستونوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ علم فلکیات کے ماہرین کشش ثقل کی یہی تعبیر کرتے ہیں۔ اس کے تفصیلی بیان کا یہاں موقعہ نہیں۔

ایک دوسرا اہم مضمون اس سورت میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے شفاف پانی سے زمین کی ہر چیز کو زندگی عطا کی ہے۔ سمندر کا پانی تو انتہائی کھاری ہوتا ہے کہ اس سے خشکی پر بسنے والے جانور اور نباتات زندگی حاصل کرنے کی بجائے موت کا شکار ہو جاتے۔ اس میں سمندر کے پانی کو نتھار کر بلند پہاڑوں کی طرف لے جانے اور پھر وہاں سے اس کے برسنے اور سمندر کی طرف واپس پہنچنے تک ہر طرف زندگی بکھیرنے کے نظام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس نظام کا بہت گہرا تعلق آسمانی بجلیوں سے ہے جو سمندر سے بخارات اٹھنے کے نتیجہ ہی میں پیدا ہوتی ہیں اور پانی بھی بادلوں کے درمیان بجلی کے لپکوں کے بغیر قطروں کی صورت میں زمین پر نہیں برس سکتا۔ یہ بجلی کے کڑکے بعض دفعہ ایسے ہولناک ہوتے ہیں کہ بعضوں کے لئے وہ زندگی بخش ہونے کی بجائے ان کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ فرشتے ایسے وقتوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور لرزہ بر اندام ہو جاتے ہیں۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر بھی فرما دیا کہ ہر انسان کی حفاظت کے لئے اس کے آگے اور پیچھے ایسے مخفی محافظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی گہرا سائنسی مضمون ہے جس کی تفاصیل کی یہاں گنجائش نہیں لیکن جس کو بھی توفیق ہے اس کے بحر معانی میں غوطے لگا کر حکمت کے موتی نکال سکتا ہے۔

پھر اس سورت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے۔ عرب اتنا تو جانتے تھے کہ کھجور کے جوڑے ہوتے ہیں مگر دیگر درختوں اور پھلوں کے متعلق ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کے بھی جوڑے جوڑے ہیں۔ پس یہ ایک نیا مضمون بیان فرما دیا گیا جس کو آج کے سائنسدانوں نے اس گہرائی سے سمجھ لیا ہے کہ ان کے بیان کے مطابق صرف ہر زندہ نباتات کے جوڑے نہیں بلکہ مالیکیولز اور ایٹمز میں بھی جوڑے ملتے ہیں۔

مادہ Matter کے مقابل پر ضد مادہ Anti-matter کا بھی ایک جوڑا ہے۔ گویا اگر ساری کائنات کو سمیٹ دیا جائے تو اس کا مثبت مادہ اس کے منفی مادہ سے مل کر کالعدم ہو جائے اور عدم سے وجود کا فلسفہ بھی ان آیات میں مضمر معانی سے حل ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر حجت تمام کرنے کے لئے ایک زبردست دلیل دی جا رہی ہے کہ یہ عظیم الشان نبیؐ اور اس کے صحابہؓ کیسے مغلوب ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی زمین بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ان کے دشمنوں کی زمین کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تسلی دی گئی کہ بالآخر خواہ اسلام کی عظیم الشان فتح تو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے ہم بہر حال تیرے دین کو سب دنیا پر غالب کر دیں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 399-400)

سورۃ ابراہیم

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ترپن آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز بھی مقطعات سے ہو رہا ہے اور سورت یونس میں جہاں الٓرٰ پہلے آ چکا ہے وہی تشریح اس پر بھی اطلاق پاتی ہے۔

اس سے پہلی سورت کا اختتام اس آیت کریمہ پر ہے :''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ تُو مرسل نہیں ہے۔ تُو کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ بطور گواہ کافی ہے اور وہ بھی (گواہ ہے) جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

پس اس سورت کا آغاز بھی کتاب کے ذکر سے ہوا اور کتاب کے نزول کی یہ حکمت بیان فرمائی گئی کہ یہ تجھ پر اس لئے نازل کی جا رہی ہے تا کہ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالا جائے۔ پھر یہ بھی ذکر فرمایا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس غرض سے کتاب دی گئی تھی۔ پھر حضرت موسیٰؑ کے اُس انتباہ کا ذکر ہے جس سے آپؑ نے اپنی قوم کو ڈرایا کہ اگر تم اور وہ تمام جو زمین میں بستے ہیں میرا انکار کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے انکار سے مستغنی ہے اور تم اس کی حمد نہ بھی کرو تو وہ اپنی ذات میں صاحبِ حمد ہے۔

اس کے بعد مختلف انبیاء کا ذکر ہے کہ ان کی قوموں نے انکار کیوں کیا۔ ان کے انکار کی بنا یہی تھی کہ وہ رسولوں کو اپنے جیسا ایک انسان سمجھتے تھے جن پر خدا تعالیٰ کی پاک وحی نازل ہو ہی نہیں سکتی۔

اس سورت میں ایک نئی بات یہ بھی پائی جاتی ہے کہ قتل مرتد کے عقیدے کی بحث اٹھائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ قتل مرتد کا عقیدہ رسولوں کا انکار کرنے والوں کا اجماعی عقیدہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہر رسول کو اپنے زعم میں مرتد سمجھتے ہوئے اس کے عواقب سے آگاہ کیا کہ ہم مرتد کو ضرور سزا دیا کرتے ہیں جو اپنی زمین سے دیس نکالا ہے جب تک واپس ہماری ملت میں نہ لوٹ آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں پر وحی فرمائی کہ تمہاری ہلاکت کا دعویٰ کرنے والے خود ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جن زمینوں کے وہ مالک بنے بیٹھے ہیں ان کے بعد تم ان کے وارث بنا دیئے جاؤ گے۔

اسی سورت میں لفظ کَلِمَۃٌ کی ایک عظیم الشان تشریح پیش فرمائی گئی ہے اور اسی طرح شَجَرَۃ کے معنے بھی خوب کھول دیئے گئے ہیں۔ شجرۂ طیّبہ کی مثال پاک انسانوں یعنی انبیاء کی طرح ہے جن کی جڑیں بظاہر زمین میں پیوست ہوتی ہیں لیکن وہ اپنی روحانی غذا آسمان سے حاصل کرتے ہیں اور ہر حال میں ان کو یہ غذا عطا کی جاتی ہے خواہ موسم بہار ہو یا موسم خزاں ہو۔ اور شجرۂ خبیثہ سے مراد انبیاء کے مخالفین ہیں جو اس طرح زمین سے اکھاڑ پھینک دیئے جائیں گے جیسے وہ پودے جو تیز ہواؤں کے نتیجہ میں زمین سے اکھڑ جاتے ہیں اور ہوائیں انہیں اسی حالت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی رہتی ہیں۔ پس انبیاء کے مخالفین کا بھی یہی حال ہو گا۔ وہ بار بار اپنے موقف تبدیل کریں گے اور بالآخر خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعا ہے جو خانہ کعبہ سے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس میں یہ بھی التجا کی گئی ہے کہ خانہ کعبہ کے پاس رہنے والوں کو دُور دراز سے ہر قسم کے پھل عطا کئے جائیں۔ یہ واقعہ اسی طرح رونما ہوا۔ انہیں جسمانی پھل بھی عطا کئے گئے اور روحانی پھل بھی اور اس کا مختصر ذکر سورۃ قریش میں فرمایا گیا ہے۔ روحانی پھلوں میں سب سے بڑا پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا یعنی آپؐ وہ کلمۂ طیبہ بن کر ابھرے جو بنی نوع انسان کو آسمانی پھل عطا کرتا تھا۔

اس سورت کے آخر پر فرمایا گیا ہے کہ کفّار، اسلام کے خلاف یا رسولوں کے خلاف جس قدر مکر بھی کرنا چاہیں یہاں تک کہ اُن کے مکر کے ذریعہ پہاڑ جڑوں سے اکھیڑ پھینکے جائیں تب بھی وہ اللہ کے رسولوں کو ناکام نہیں کر سکتے۔

یہاں پہاڑوں کی مثال اس لئے دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عظیم ترین پہاڑ سے مشابہت رکھنے والے ایک رسول کی صورت میں پیش فرمایا گیا ہے۔ پس اس سورت کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے والوں کی زمین اور ان کے آسمان تبدیل کر دیئے جائیں گے اور نئے زمین و آسمان بنائے جائیں گے جس کے نتیجہ میں وہ غالب خدا کے حضور گروہ در گروہ نکل کھڑے ہوں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 411-412)

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

تعارف صحابہ کرام ؓ

حضرت چودھری نواب دین رضی اللہ عنہ۔ داؤوالہ ضلع نارووال

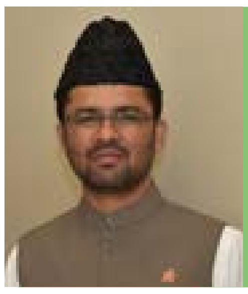

حضرت چودھری نواب دین رضی اللہ عنہ ولد محمد بخش صاحب داؤوالہ ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔ آپ ریڈر سب جج کے طور پر ملازم تھے اور نہایت ایمانداری، نیک نیتی اور محنت سے کام کرنے والے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی قبول احمدیت کی توفیق پائی اور صحابی ہونے کا شرف پایا۔ آپ کو بطور امیر حلقہ نمبر 2 ضلع سیالکوٹ خدمت کی توفیق ملی، اخبار الفضل میں ایک جگہ یوں اعلان درج ہے:

''چوہدری نواب دین صاحب پنشنر ساکن داؤوالہ کو حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حلقہ نمبر 2 ضلع سیالکوٹ (جس میں مندرجہ ذیل گاؤں شامل ہیں: داؤوالہ، ظفروال، چہور، مالوکے، دھنی دیو، نارووال، عینووالی، ننگل، رندھیر) کا مقامی امیر یکم دسمبر 1930ء سے 30/ اپریل 1932ء تک کے لیے مقرر فرمایا ہے۔''

(الفضل 15 جنوری 1931ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ نے مورخہ 5/ نومبر 1932ء کو بعمر 64 سال وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 3369) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ خبر وفات دیتے ہوئے آپ کے بیٹے مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب نے لکھا:

''میرے والد بزرگوار چوہدری نواب الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے، قضائے الٰہی سے 4، 5 نومبر 1932ء کی درمیانی شب کو فوت ہوگئے۔ مرحوم جماعت احمدیہ حلقہ 2 نارووال ضلع سیالکوٹ کے امیر تھے اور پنشنر ریڈر اور نمبردار تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد فضل الٰہی ریڈر سب جج ڈسکہ۔''

(الفضل 15 نومبر 1932ء صفحہ 2 کالم 2)

آپ کی نیکی اور تقویٰ کے متعلق ایک غیر احمدی دوست مکرم عبد الغنی ایڈووکیٹ لاہور نے درج ذیل مضمون لکھا:

''میں اپنی ملازمت کے ابتدائی دور میں جبکہ ابھی تک مستقل نہیں ہوا تھا، 1927ء میں نارووال ضلع سیالکوٹ میں بطور سب جج درجہ چہارم تعینات کیا گیا..... میری خوش قسمتی سے نارووال سب جج کی عدالت میں ریڈر کے عہدہ پر ایک نہایت دیانتدار نیک سیرت اور ہمدرد شخص متعین تھا جس کے بر وقت مشورہ نے کئی نامساعد حالات میں میری رہبری کی۔ اُس مردِ خدا کا نام چوہدری نواب دین صاحب تھا اور وہ قریب کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے اور احمدی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ میرے نارووال جانے سے قبل وہ اپنی ملازمت کی مدت گذارنے کے بعد ایک سال کی توسیع ملازمت حاصل کر چکے تھے۔ بطور وکیل اور بعد میں دوران ملازمت خانیوال، ملتان و نواں شہر مجھے ریڈروں اور دوسرے عدالتی اہلکاروں کی کارکردگی کا کافی تجربہ ہو چکا تھا اور میں ان سب سے شاکی تھا مگر میں نے اس بزرگ صورت ریڈر کو باقی سب ریڈروں اور اہلکاروں سے بالکل مختلف پایا۔ وقت کی پابندی میرا عمر بھر کا مسلک رہا ہے اس لیے میں ہمیشہ عدالت میں وقت سے 15 منٹ پہلے پہنچ جاتا تھا، چوہدری نواب دین صاحب کا معمول یہ تھا کہ میرے عدالت میں پہنچنے سے قبل وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے تھے۔ دوران اوقات عدالت نہ انہیں کھانسی آتی تھی، نہ پانی پینے یا کسی اور ضرورت سے اٹھنا پڑتا تھا، صرف ظہر کی نماز کے لیے اس وقت اٹھتے تھے جبکہ میں خود اٹھتا تھا۔ کبھی اشارةً یا کنایةً بھی کسی مقدمہ میں کسی فریق کی طرفداری نہ کرتے تھے، اس پر طرہ یہ کہ جب کبھی میں نے کسی مقدمہ کے فریقین سے یہ کہا کہ واقعات کے پیش نظر انہیں آپس میں راضی نامہ کر لینا چاہیے تو دونوں فریق خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم بیک آواز یہ کہتے تھے کہ چوہدری نواب دین صاحب کو ثالث مقرر کر دیا جائے اور چوہدری صاحب ہمیشہ معذرت خواہ ہوتے تھے۔

ایک دفعہ مَیں ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران ایک فریق کے کسی فعل پر ناراض ہوگیا اور میں نے اس فریق کو برسر اجلاس سخت الفاظ میں سرزنش شروع کی۔ چوہدری نواب دین صاحب نے فوراً ایک چٹ پر یہ لکھ کر میرے آگے خاموشی سے رکھ دی کہ ''نماز کا وقت ہوگیا ہے''۔ میں سمجھ گیا کہ میں غالباً ضرورت سے زیادہ سختی کر رہا ہوں چنانچہ میں فوراً نماز کے لیے اٹھا۔ جب نماز سے فارغ ہوکر واپس کمرہ عدالت میں آیا تو چوہدری صاحب نے مجھے بتایا کہ جس شخص کو میں سرزنش کر رہا تھا وہ سیالکوٹ کے ایک مشہور وکیل کا والد تھا اور خود ہیڈ ماسٹر رہ چکا تھا۔ اس پر جب مقدمہ دوبارہ پیش ہوا تو میں نے اپنی تیز کلامی کے لیے ہیڈ ماسٹر صاحب سے معذرت چاہی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے کہا ''جج صاحب! میرا چھوٹا لڑکا آپ کی عمر کا ہے وہ بھی کبھی تیز کلامی کر ہی لیتا ہے۔ آپ مجھے علم ہے نہایت دیانتدار اور نیک نیت افسر ہیں۔ ان خصوصیتوں کے پیش نظر آپ کی تیز کلامی ہمارے سر آنکھوں پر۔'' میں نادم ہوا۔ اس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب جب کبھی عدالت میں آئے تو میں ان سے نہایت عزت سے پیش آتا رہا۔ چند دنوں کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب کا بڑا لڑکا جو سیالکوٹ کے چوٹی کے وکیلوں میں تھا، مجھے خاص طور پر ملنے آیا اور اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔

میں نے ایک دفعہ چوہدری نواب دین صاحب سے پوچھا کہ انہوں نے اپنی ملازمت میں اتنی دیانتداری کیسے اختیار کی؟ انھوں نے اپنا قصہ یوں بیان کیا کہ کوئی 16، 17 سال کی عمر میں انھوں نے ملازمت شروع کی تھی، دفتر سے فارغ ہوکر اپنے گاؤں ہر روز شام کو چلے جاتے تھے۔ ابھی ملازمت ہوئے تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ ایک مقدمہ والے سے ایک روپیہ رشوت کا لیا، شام واپس گھر جاکر کھانا کھایا۔ جاڑے کا موسم تھا، نماز شروع کی جوں ہی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھا، خیال آیا کہ رشوت لے کر صراط مستقیم کی دعا کس قدر بے معنی ہے۔ رقت طاری ہوگئی، نماز وہاں ہی چھوڑ دی، دو میل پر اس اہل مقدمہ کا گھر تھا، اُسے جاکر روپیہ واپس کیا اور پھر لوٹ کر نماز مکمل کی۔ اس کے بعد کبھی کوئی رشوت وغیرہ لینے کا خیال نہیں آیا۔ تنگدستی میں بھی خدا کا شکر کیا اور اس طرح زندگی گذاری، طمانیت قلب حاصل رہی۔

چوہدری صاحب کی توسیع ملازمت کا سال گذرنے پر میں نے پھر سفارش کی کہ اور توسیع دی جاوے، ایک سال اور مل گیا۔ وہ بھی ختم ہونے والا تھا کہ میں نے پھر اپنی سفارش کو دوہرایا، ڈسٹرکٹ جج صاحب نے جواباً لکھا کہ دوسروں کی حق تلفی ہوگی۔ میں نے اس پر یہ نوٹ لکھا کہ اگر چوہدری نواب دین کو مزید توسیع ملازمت نہ دی گئی تو میں سمجھوں گا کہ حکومت کا یہ دعویٰ کہ ایماندار ملازمین کی قدر کی جاتی ہے، بالکل نادرست ہے۔ اس پر مزید ایک سال انہیں مل گیا۔ بعض لوگوں نے اپیلیں کیں جو لاہور ہائی کورٹ میں مسٹر جسٹس سکپ کے روبرو پیش ہوئیں، وہ گورداسپور میں ڈسٹرکٹ جج رہ چکے تھے اور میرے تعلقات ان سے نہایت اچھے تھے، دوران سماعت انہوں نے اپیلانٹ کو کہا کہ سب جج نے لکھا ہے کہ مزید توسیع ملازمت نہ ہوئی تو وہ سمجھے گا کہ گورنمنٹ ایماندار اہل کاروں کی قدر نہیں کرتی۔ اس پر ایک اپیلانٹ نے کہا کہ افسران سفارش کرتے وقت ایسے الفاظ لکھ ہی دیا کرتے ہیں۔ فاضل جج صاحب نے جواب دیا کہ وہ سب جج سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ اپنے حقیقی بھائی اور بیٹے کو بھی غلط سرٹیفکیٹ نہ دے گا چنانچہ جملہ اپیلیں خارج ہوئیں اور چوہدری صاحب کو مزید ایک سال کی ملازمت میں توسیع کا حکم بحال رہا مگر میں اس سال کے دوران تبدیل ہوکر بھیرہ چلا گیا۔

چوہدری صاحب کے ریٹائر ہونے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ان کا لڑکا چوہدری فضل الٰہی دیوانی عدالتوں میں ملازم ہوچکا تھا۔ میں نے بھگت جگن ناتھ صاحب کو جو ڈسٹرکٹ سیالکوٹ میں تھے، اس کی بابت لکھا اور سفارش کی کہ اس کے والد کی خدمات کا صلہ اسے ملنا چاہیے۔ بھگت صاحب نے مجھے جواباً لکھا کہ وہ ہر ممکن مدد چوہدری فضل الٰہی کی کریں گے۔ چوہدری فضل الٰہی نے اپنی ملازمت کس طرح گذاری اس کا مجھے علم نہیں ہے۔

چوہدری نواب دین صاحب عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں مگر میں انہیں ہمیشہ عزت سے یاد رکھتا ہوں اور ان کا ذکر متعدد بار اپنے دوستوں سے کرتا رہا ہوں چنانچہ میرے دوست چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے جو چوہدری نواب دین صاحب کو بخوبی خود بھی جانتے تھے، مجھ سے ان واقعات کو قلمبند کرنے کا کہا۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں مَیں نے یہ سطور لکھی ہیں، ممکن ہے ان سطور کو پڑھ کر کوئی اور اہل کار چوہدری صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کرلے۔ آخر میں خدائے عزوجل سے دست بدعا ہوں کہ چوہدری صاحب کو غریق رحمت کرے اور ان کی دیانتداری کا صلہ انہیں عطا کرے اور ان کی زندگی کی تقلید کی توفیق دوسروں کو دے۔

کیا خوب آدمی تھا، خدا مغفرت کرے

(الفضل 2/ فروری 1968ء صفحہ 5)

آپ کی اہلیہ محترمہ کرم بی بی صاحبہ نے 1906ء میں بیعت کی اور یکم اگست 1958ء بعمر 84 وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 8059۔ حصہ وصیت 1/3) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

(الفضل 12 اگست 1958ء صفحہ 6)

آپ کے بیٹے چوہدری محمد فضل الٰہی صاحب ریڈر سب جج درجہ اول سیالکوٹ کا ایک خط حضرت مصلح موعودؓ کے نام سیرت المہدی میں روایت نمبر 759 کے طور پر درج ہے۔

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 17

Preposition حرفِ ربط

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ان شاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ سبق میں ہم نے کو، سے، میں اور کے وغیرہ کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، ساتھ، کی طرف، کے ساتھ

Of کے

اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے ہم چند مثالوں کی مدد لیں گے

The names of children بچوں کے نام

After it اس کے بعد

After that اُس کے بعد

After what کس کے بعد

Into it اِس کے اندر

Around it اِس کے اطراف

ان مثالوں سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ’کے‘ اردو میں کس طرح استعمال ہوتا ہے۔ یہ مختلف سیاق وسباق میں مختلف معنیٰ دیتا ہے۔ کہیں یہ اشارہ کرنے میں مدد کرتا ہے، کہیں کسی شے کا جغرافیائی، مکانی اور زمانی لحاظ سے تعین کرتا ہے کہ وہ کہاں پر ہے۔

یاد رہے ’کہ‘ اور کے میں بہت فرق ہے۔ ’کہ‘ دو جملوں میں تعلق اس طرح بیان کرتا ہے کہ جملے کے پہلے حصے کا مفہوم یا مطلب بیان کردیتا ہے۔ جیسے ’بات دراصل یہ ہے، کہ دنیا میں امن کی بہت ضرورت ہے‘

That انگریزی زبان میں ’کہ‘ و
کہتے ہیں۔

Till/until/up to تک

یہ حرفِ ربط جیسا کے انگریزی الفاظ سے بھی ظاہر ہے کسی چیز کا وقت اور شدت وغیرہ کے لحاظ سے تعین کرتا ہے۔

دکان اب تک کھل گئی ہوگی صبح کے 9 بج گئے ہیں۔

یہاں تک وقت کے لحاظ سے کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا امکان ظاہر کر رہا ہے۔

چاولوں کو 10 منٹ تک ابالیں۔

اس مثال میں نہ صرف وقت کا تعین ہے بلکہ کسی شے کا حرارت کی شدت سے بھی تعلق بیان کیا گیا ہے۔

اردو کے مشہور شاعر اسد اللہ خان غالب کا مصرعہ ہے:

ع مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام

یہاں تک سے مراد ہے رسائی ہونا، چیز ملنا جیسے وہ ایک اور جگہ کہتے ہیں:

ع خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

تو یہاں تک سے مراد رابطہ ہونا، سنوائی ہونا، التجا قبول ہونا وغیرہ مراد ہیں۔

قدیم اردو میں تک کو تلک بھی کہا جاتا تھا جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ

(درثمین صفحہ 4، اشاعت 2002ء)

مزید مثالیں

How long کب تک

So far اب تک

Until جب تک

Up to you تم تک

Up to me مجھ تک

Over/On پر

اردو زبان میں لفظ ’پر‘ کم از کم تین مطالب دیتا ہے

Wing پر

مرغی کا پر، جہاز کا پر، پنکھے کا پر، مور کا پر وغیرہ

But پر

نقصان پہ دکھ تو ہوتا ہے پر یا مگر انسان کو صبر سے کام لینا چاہیے

اور تیسرا کردار اس کا حرفِ ربط کا ہے جیسے

کتاب میز پر رکھ دو۔

کامیابی کا انحصار محنت پر ہے۔

خدا کے پیاروں پر خدا کے فرشتے اترتے ہیں۔

حروفِ ربط کی وضاحت میں اسباق کا سلسلہ جاری ہے باقی آئندہ ان شاء اللہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

طاعون کے متعلق ذکر ہوا فرمایا:

ہمارا علاج کوئی کان دھرتا نہیں ہے مگر بہرحال آخری علاج یہی ہے۔ لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ ان کی نظر صرف اسباب پر رہتی ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ آسمان سے سب کچھ ہوتا ہے۔ جب تک وہاں نہ ہو لے زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا۔ دہریت کا آج کل طبائع میں بہت زور ہے۔ اخباروں میں ہمارے بتلائے ہوئے علاج پر ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طاعون کو خدا سے کیا تعلق۔ ایک بیماری ہے جس کا علاج ڈاکٹروں سے کرانا چاہیے۔

ایک صاحب نے بعض لوگوں کا یہ اعتراض پیش کیا کہ طاعون سے اکثر غریب ہی مرتے ہیں مخالف اور امیر نہیں مرتے فرمایا کہ:۔

میرے الہاموں سے پایا جاتا ہے کہ ہم دور سے شروع ہوں گے۔ مکہ میں جب قحط پڑا تو اس میں بھی اوّل غریب لوگ ہی مرے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ابوجہل جو اس قدر مخالف ہے۔ وہ کیوں نہیں مرا؟ حالانکہ اس نے تو جنگ بدر میں مرنا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلا ہوا کرتا ہے اور یہ اس کی عادت ہے اور پھر اس کے علاوہ یہ اس کی مخلوق ہے۔ اس کو ہر ایک نیک و بد کا علم ہے۔ سزا ہمیشہ مجرم کے لئے ہوا کرتی ہے۔ غیر مجرم کے واسطے نہیں ہوتی بعض نیک بھی اس سے مرتے ہیں مگر وہ شہید ہوتے ہیں۔ اور ان کو بشارت ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ سب کی نوبت آجاتی ہے۔ اب رسل بابا جو مرا۔ کیا وہ امیروں میں سے نہ تھا۔ ہمارا بھی مخالف تھا۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 27 جلد 4 ایڈیشن 2016ء)

مشکل الفاظ کے معنیٰ:

کان دھرنا: ایک محارہ ہے یعنی دھیان اور غور سے کوئی بات سننا

دہریت: خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنا

طبائع: طرز فکر، ذہن، طبیعت کی جمع

ٹھٹھا: مذاق اڑانا

قحط: کھانے پینے کی اشیاء کی سخت کمی ہوجانا، بارش کی کمی یا جنگ وغیرہ کی وجہ سے۔

محمد امجد خان ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن آسٹریلیا

اردو زبان کی ترویج اور ترقی میں جماعت احمدیہ کا کردار

اردو زبان کی ترویج اور ترقی میں اور اس کو ایک بین الاقوامی زبان کے سانچے میں ڈھالنے میں جماعت احمدیہ کا شاندار کردار نہ صرف یہ کہ تاریخی ہے بلکہ منفرد بھی ہے۔اور یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کے دور سے جب آپ نے دین حق کی تائید میں اور حضرت رسول کریم ﷺ کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے تقریباً 83 کتب تحریر فرمائیں جن مین 18 کتب عربی زبان میں ہی ہیں اور باقی تمام کتب اردو زبان میں ہیں اور ان کے کل صفحات بشمول عربی کتب کے 11 ہزار سے اوپر ہیں۔ اس کے علاوہ اردو زبان میں آپکے ارشادات اور تقاریر ہیں جو ’’ملفوظات‘‘ کے نام سے 10 جلدوں میں موجود ہیں۔ پھر اردو زبان میں اشتہارات ہیں جو تین جلدوں میں محفوظ ہیں۔ پھر اردو زبان میں آپکے خطوط ہیں جو ’’مکتوبات احمدؑ‘‘ کے نام سے محفوظ ہیں۔ (اسکے علاوہ آپؑ کا اردو شعری کلام اردو شاعری کی معراج ہے)

(روزنامہ الفضل 17 اکتوبر 2009ء)

اے اردو تو وہ خوش نصیب زبان ہے جو عربی زبان (جو کہ زبانوں کی ماں ہے) کے بعد تکمیل اشاعت دین کے لئے چن لی گئی ہے۔تو اپنی اس خوش بختی پر جس قدر بھی ناز کرے کم ہے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے چنیدہ اور برگزیدہ لوگ ہی لے کر آگے چلے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا تا دین حق اور حضرت رسول کریم ﷺ کا نام اور دین کی تعلیم تمام دنیا میں پھیل جائے۔لیکن یہ یاد رکھ کہ اپنے محسنوں کو مت بھول جنھوں نے اپنے دن رات ایک کرکے تیری آبیاری کی اور تجھے دین حق کا گلستان بنا دیا۔

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 2014ء)

ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہی بات حق ہے اور یقیناً ہے تو اس اسلوب ادب پر جو سب سے خوبصورت عمارت قائم ہوئی ہے وہ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔اگر موضوعات شعر اور ترجیحاتِ قلبی کے اختلاف کو پیش نظر رکھا جائے اور صرف ان موضوعات شعری کا جائزہ لیا جائے جو آپ حضرتؑ نے اختیار فرمائے ہیں تو اردو شعر میں کوئی ایسا شعر گو شاعر نہیں ملے گا جو ان کے مقابل پر تو کیا ان کے قریب بھی پہنچ سکے۔یہ حقیقت بھی قابلِ ذکر ہے کہ باوجود اردو زبان کی کم عمری کے اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو اپنے خاص تصرف سے جلدی جلدی پروان چڑھا کر اس قابل بنایا کہ وہ حضرتِ اقدسؑ کی آمد تک آپ کے کلام کی مدد سے اس مقام تک پہنچ جائے کہ عرفانِ باری تعالیٰ کے دقیق اور علمی مضامین اور محبت الٰہی کی کیفیات کو بیان کرنے کے قابل ہوں گے۔ ان شاءاللہ

(کتاب ادب المسیح از حضرت مرزا حنیف احمد)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام:

’’مجھے رویا میں بتایا گیا ہے کہ قوم کی زندگی کی علامتوں میں سے ایک علامت شعر گوئی بھی ہے اور میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم شعر کہا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ سالانہ جلسہ پر نظمیں پڑھنے کے لئے وقت رکھا جاتا ہے۔تو میں نظم کو پسند کرتا ہوں۔اور رویا میں مجھے بتایا گیا کہ اپنی جماعت کے لوگوں کو شعر کہنے کی تحریک کروں مگر انہی باتوں کی وجہ سے مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ اشعار ایسے طریق پر پڑھے جائیں کہ زبان خراب ہو۔ہمیں اس بات کے لئے بڑی غیرت رکھنی چاہئے کہ ہماری ملکی زبان خراب نہ ہو۔

چونکہ کوئی زبان صحیح طور پر بغیر سیکھے نہیں آسکتی اس لئے تمہارا فرض ہے کہ اردو سیکھنے کے لئے خاص کوشش کرو اور عربی و انگریزی جن کا سیکھنا ضروری ہے ان کے ساتھ ہی اردو بھی سیکھو۔

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں مخالفین جب کوئی جواب نہ رکھتے اور آپ کے دلائل کی تردید بھی نہ کرسکتے تو کہتے کہ ان کی زبان میں جادو ہے۔ واقعہ میں انبیاء کو جو زبان دی جاتی ہے وہ خاص اور معجزہ کے طور پر ہوتی ہے تو تمہارے لئے اردو سیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔‘‘

(پر کیف عالم تصّور کا مشاعرہ، جشن خلافت اور اصحاب مسیح الزماں کے عاشقانہ اشعار از مولانا دوست محمد شاہد، مورخ احمدیت)

اردو زبان کی اہمیت سے متعلق خلفائے احمدیت کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہندوستان میں مختلف قوموں اور زبانوں کے اختلاط سے ایک زبان پیدا ہوئی جس کو اردو کہتے ہیں۔اس زبان کی طرف ہندوستان میں بہت کم توجہ رہ گئی ہے۔ بلکہ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ اسے بالکل مٹا دیا جائے۔ پنجاب کا شہری طبقہ اس کا بہت شائق چلا آتا ہے اور اس میں علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری جیسے بڑے بڑے شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے اردو زبان کی بہت خدمت کی ہے اور ان کی وجہ سے ہندوستان میں اور اس کے باہر اردو زبان بہت مقبول ہوگئی ہے۔‘‘

’’ہماری مادری زبان اردو ہے اور ہمارا خون دہلی والوں کا ہے۔بلکہ ان کا خون ہے جن سے اردو بنی ہے۔جیسے میر درد اور مرزا غالب۔ پس میں ایک نصیحت تو آپ کو یہ کروں گا کہ اردو زبان کو زندگی دو اور ایک نیا لباس پہنا دو۔آپ لوگوں کو چاہئے کہ ہمیشہ اسی زبان میں ہی گفتگو کریں۔ جب ہم اردو زبان میں گفتگو کریں گے تو لازمی بات ہے کہ بعض الفاظ کے متعلق ہمیں یہ پتہ نہیں لگے گا کہ اس کو اردو زبان میں کس طرح ادا کرتے ہیں۔اس پر ہم دوسروں سے پوچھیں گے اور اس طرح ہمارے علم میں ترقی ہوگی۔بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن انسان کو بڑی عمر میں بھی ان کی سمجھ نہیں آتی۔لیکن جب وہ ایک زبان میں گفتگو کرنا شروع کردے تو اس پر عبور حاصل کرلیتا ہے پس میری نصیحت تو یہ ہے کہ تم اردو زبان کو اپناؤ اور اس کو اتنا رائج کرو کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے اور تمہارا لہجہ اردو دانوں کا سا ہو جائے۔

(فرمودہ 29 جولائی 1949ء بحوالہ مشعل راہ جلد اول صفحہ 536 تا 537)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ آپ اردو کی طرف توجہ کریں۔الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی اکثر تحریرات اردو میں ہیں۔ جب تک آپ اردو نہیں سیکھیں گے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی پر معارف کتب میں بیان فرمودہ نکاتِ روحانیت سے صحیح معنوں میں آشنا نہیں ہوسکتے کیونکہ ترجمہ میں وہ خوبصورتی اور لطف ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا جو حضورؑ کی اپنی تحریرات پڑھنے سے ہوسکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جولائی 1993ء بمقام اوسلو ناروے)

’’اس کے علاوہ میرے ذہن میں ان بچوں کی موجودگی بھی ہے جو پیدا تو پاکستانی والدین کے گھر ہوئے لیکن بدقسمتی سے وہ اپنی مادری زبان سے اسقدر بھی واقف نہیں کہ کم از کم عمومی قسم کے خطابات کی اردو ہی سمجھ سکیں۔اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ بعض اوقات اس بات پر فخر کرتے ہیں جبکہ یہ شرم کا مقام ہے۔ اردو یا کسی اور زبان سے واقفیت نہ ہونا کوئی فخر کی بات نہیں لیکن اپنی مادری زبان سے ناواقفیت تو بہت شرم کی بات ہے۔یہ ایک ایسا احساس ہے جسے احساس کمتری کہا جاتا ہے۔اور احمدیوں کو اس سے بلند ہونا چاہئے۔چنانچہ مجھے امید ہے کہ آئندہ جماعت اس بات کی ذمہ داری اٹھائے گی کہ جو لڑکے اور لڑکیاں پاکستانی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اردو زبان کا نہ صرف اچھی طرح علم رکھتے ہوں بلکہ اردو ادب سے بھی بخوبی واقف ہوں اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کی تحریرات سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں۔چنانچہ اس طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 17 ستمبر 1982ء)

ڈاکٹر محمد جلال شمس ؔانچارج ٹرکش ڈیسک لندن

محترم ڈاکٹر احتشام الحق صاحب مرحوم

جب میں بہت چھوٹا تھا میرے بچپن کا کچھ حصہ پنجاب اور کراچی میں گزرا۔ لیکن جب میں شعور کی عمر کو پہنچا تو اُس کے بعد میرے بچپن کا زمانہ زیادہ تر محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں گزرا۔ خاکسار نے پرائمری تعلیم زیادہ تر وہیں سے حاصل کی۔ وہاں ہمارے پہلے استاد مکرم ماسٹر مولا بخش مرحوم تھے جن کے بڑے صاحبزادے مولانا منیر احمد عارف مبلغ اور استاذ الجامعہ تھے۔ چھوٹے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر ؔ سیکرٹری امور عامہ جرمنی ہیں مکرم ماسٹر مولا بخش مرحوم بہت نفیس طبع انسان تھے اور گلاب اور چنبیلی کے پھولوں کے دلدادہ تھے۔ مرحوم نے بچپن میں ہمیں آنحضور ﷺ کے حالاتِ زندگی اتنے دلکش پیرائے میں سنائے کہ وہ ہمارے ذہنوں میں نقش ہو گئے اور دلوں میں آنحضور ﷺ کی محبت کا بیج بویا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارفع درجاتہ فی الجنہ۔

آپ کے بعد ہمارے اسکول میں ایک اور استاد متعین ہوئے جن کا اسم گرامی مکرم مولوی غلام حیدر تھا۔ آپ بہت شفیق، دعاگو اور مخلص انسان تھے۔ ہم نے سنا تھا کہ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا اور یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ لیکن ہم ادب کی وجہ سے اس بارہ میں براہ راست آپ سے استفسار نہیں کر سکے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آپؒ کے پاس احادیث مبارکہ کی کتب اور دیگر دینی کتب، نیز کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کتب سلسلہ موجود تھیں۔ ایک دفعہ ایک غیر از جماعت عالم دین آپؒ سے حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے محمد آباد اسٹیٹ آیا اور کچھ عرصہ آپؒ سے خصوصی اسباق لیتا رہا۔ آپؒ نے اسکول میں ہمیں پہلے سپارہ کا ترجمہ بہت عمدگی سے پڑھایا۔ جب میں جامعہ میں داخل ہوا تو میں نے فارم میں لکھا کہ میں صرف پہلے سپارہ کا ترجمہ جانتا ہوں۔ جب میرا انٹرویو ہوا اور مجھ سے مختلف آیات کا ترجمہ دریافت کیا گیا تو میں نے جو جوابات دیئے اُن کی بناء پر یہ لکھ دیا گیا کہ قریباً سارے قرآن مجید کا ترجمہ مجھے آتا ہے۔ یہ تمام حضرت مولوی غلام حیدرؒ کی ہی محنت کا کارنامہ تھا کہ آپؒ نے بظاہر تو صرف ایک سپارے کا ترجمہ ہمیں سکھایا تھا۔ لیکن ایسے عمدہ طور پر سکھایا تھا کہ قریباً سارے قرآن مجید کا ترجمہ ہمیں، یا کم از کم خاکسار کو یاد ہو گیا جب میں نے جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر عربی زبان کی تعلیم حاصل کی تو میں حضرت مولوی غلام حیدر کو عربی زبان میں خط لکھا کرتا تھا اور عربی زبان میں ہی مجھے جواب دیا کرتے تھے۔ بعد میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقفِ جدید کا اعلان کیا تو مولوی صاحب موصوف نے اپنے آپ کو اس غرض کے لئے پیش کر دیا اور معلم وقف جدید بن کر باندھی ضلع نواب شاہ منتقل ہو گئے۔

اُس زمانہ میں مکرم چوہدری غلام احمد عطاء صاحب اسٹنٹ ایجنٹ تھے۔ آپؒ نے ایم ایس سی اگریکلچر کی تعلیم حاصل کی ہوئی تھی اور ہم نے سنا تھا کہ آپؒ ایم ایس سی کے امتحان میں اوّل آئے تھے۔ لیکن بچپن میں ہم اس بات کی تصدیق نہیں کروا سکے۔ مکرم چوہدری صاحبؒ بہت ہی بارعب، خوش شکل اور شیریں مزاج انسان تھے۔ جماعتی اموال کا آپ کو بے حد درد تھا۔ مجھے یاد ہے کپاس سے لدی ہوئی بیل گاڑیوں کے گزرنے سے کچھ کپاس سڑکوں کے کنارے موجود جھاڑیوں سے چمٹ جایا کرتی تھی۔ مکرم چوہدری عطاء صاحب اپنے ہاتھ سے جھاڑیوں سے چمٹی کپاس کو جمع کیا کرتے تھے۔

ہمارے بچپن میں محمد آباد اسٹیٹ میں بہت سی قابلِ ذکر شخصیات تھیں لیکن خاکسار اس وقت زیادہ تر مکرم ڈاکٹر احتشام الحقؒ کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ آپ صرف ہمارے گاؤں محمد آباد اسٹیٹ کے ہی نہیں اِرد گرد کے متعدد دیہات کے بھی روح رواں تھے۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی سے میڈکل کا کوئی کورس کیا ہوا تھا۔ اُس کے بارہ میں آپ نے مندرجہ ذیل دلچسپ واقعہ ہمیں سنایا:۔

کہنے لگے کہ میں کھلنڈرا سا طالب علم تھا۔ کھیل کود میں وقت گزار دیا۔ امتحان میں صرف تین دن رہ گئے۔ ایک دن ایک پروفیسر صاحب نے مجھے امتحان کی تیاری کے بارہ میں دریافت کیا تو مَیں نے کہا کہ تیاری تو کوئی نہیں کی۔ امتحان میں صرف تین دن باقی ہیں۔ اب امتحان کی تیاری کرنا تو مشکل ہے۔ یہ سال تو ایسے ہی گزر جائے گا۔ اگلے سال امتحان دوں گا۔ تین دن میں کیا ہوسکتا ہے۔ اس پر پروفیسر صاحب نے کہا۔

Kingdoms can be Conquered in three days

یعنی تین دن میں تو کئی بادشاہتیں فتح کی جا سکتی ہیں۔ پروفیسر صاحب کی اس بات نے مجھے حوصلہ دیا۔ گرمیوں کے ایام تھے۔ مَیں نے سوچا کہ علی گڑھ ریلوے اسٹیشن کا ویٹینگ روم سب سے پُرسکون جگہ ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں جاکر امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ خاکسار نے استفسار کیا کہ کیا ریلوے کے ذمہ داران افسران آپ سے پوچھتے نہیں تھے کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے طلباء کا اُس زمانہ میں بہت رعب تھا۔ کسی کی مجال نہیں تھی کہ کسی طالب علم سے پوچھے کہ کس کی اجازت سے ویٹینگ روم میں بیٹھے ہوئے ہو؟۔

جیسا کہ مَیں عرض کر چکا ہوں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب ہمارے علاقہ کی روح رواں تھے۔ اس زمانہ میں ارد گرد کے بیس تیس میل کے علاقہ میں آپؒ کے سوا کوئی اور ڈاکٹر نہیں تھا۔ لوگ دور دور سے بیل گاڑی پر مریض آپ کے پاس لاتے اور آپ ان کا علاج کرتے۔ بعض اوقات آپ گھوڑے پر سوار ہو کر خود دور دراز کے مریضوں تک پہنچتے اور اُن کا علاج کرتے۔ ایک دفعہ قریباً آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور ہمارے میاں جی سے باتیں کر رہے ہیں۔ خاکسار نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ ایک مریض کئی میل دور ہے۔ اس کی خیریت دریافت کرنے جا رہا ہوں مَیں چھوٹا تھا۔ میرے منہ سے نکلا کہ ڈاکٹر صاحب

اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو مَیں آدھی رات کے وقت کہیں نہ جاتا۔ ڈاکٹر صاحب یوں گویا ہوئے۔

’’بیٹا! خدا تمہیں کبھی بھی (میڈیکل) ڈاکٹر نہ بنائے۔ وہ بھی کوئی ڈاکٹر ہے کہ مریض مر رہا ہے اور ڈاکٹر سو رہا ہے۔‘‘

یہ تھا ڈاکٹر صاحب کی ہمدردیٔ خلق کا جذبہ۔ آپ کو اپنے آرام سے زیادہ مریضوں کا فکر رہتا تھا۔ آپ ہر خاندان کے ایک ایک فرد کی طرح تھے۔ محمد آباد اسٹیٹ میں تو کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو مکرم ڈاکٹر صاحب دن میں کئی کئی دفعہ اس کی خیریت دریافت کرنے کے لئے اُس کے گھر جاتے۔ اور لمبا عرصہ اُس کے قریب بیٹھے رہتے اور اُسے تسلی دیتے رہتے

گرمیوں کے ایام میں گاؤں کے نوجوان چاندنی رات میں مختلف کھیلیں کھیلا کرتے تھے بعض اوقات کھیلتے کھیلتے نوجوان ایکدم بھاگ جاتے اور صرف چند نوجوان میدان میں رہ جاتے۔ اُس وقت پتہ لگتا کہ ڈاکٹر صاحب آ گئے ہیں۔ آپ بظاہر غصہ سے بولتے کہ اتنی دیر تک یہاں کیا کر رہے ہو؟ لیکن آپ ایک شفیق انسان تھے اور دل کی گہرائی سے بچوں اور نوجوانوں سے پیار کرتے تھے۔ اگر آپ کسی وجہ سے ڈانٹتے بھی تھے تو کوئی برا نہیں مناتا تھا۔ سب کو پتہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب دلی ہمدردی رکھنے والے بزرگ ہیں اور ان کی ڈانٹ بھی شفقت مبنی ہوتی ہے اور آپ ہمیشہ بچوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر احتشام الحق علی گڑھ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ تھے۔ پاکستان ٹائمز کا مطالعہ کیا کرتے۔ اور کبھی کبھی گاؤں کے دیگر اہل علم اور انگریز دان احباب کے ساتھ کسی انگریزی لفظ پر تبادلہ ء خیال بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے داماد مکرم میاں عبد الرحیم احمد کے ساتھ آپ کے گہرے برادرانہ تعلقات تھے۔ مکرم میاں عبد الرحیم احمد وکیل الزراعت تھے اور ڈاکٹر صاحب ایک واقفِ زندگی ڈاکٹر ہونے اور محمد آباد اسٹیٹ میں کام کرنے کی وجہ سے مکرم میاں صاحب کے ماتحت تھے۔ لیکن یہ چیز اُن کی باہم محبت میں کبھی بھی مخل نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ مکرم میاں عبد الرحیم نے اپنی اچکن مکرم ڈاکٹر صاحب کو تحفۃً پیش کی جسے مکرم ڈاکٹر صاحب نے تبرک سمجھ کر لے لیا۔ ایک دفعہ مکرم میاں صاحب نے محمد آباد اسٹیٹ سندھ جماعتی دورہ پر تشریف لائے تو مکرم ڈاکٹر صاحب نے ایک خاص حلوہ تیار کرا کے مکرم میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے ہمیں بتایا کہ ایک دفعہ کسی حکومت کے دور میں ہماری جماعت کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو میں نے ایک خط، اُس وقت کے وزیر اعظم پاکستان کو لکھا اور اُسے کہا کہ خدا تعالیٰ ظالموں کو ہمیشہ سزا دیا کرتا ہے۔ خط لکھ کر پوسٹ کرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ یہ تو امام وقت سے آگے قدم رکھنے والی بات ہے۔ یہ سوچ کر میں نے خط پھاڑ دیا۔ چند دن کے بعد اطلاع آئی کہ وزیر اعظم کو کسی نے قتل کر دیا ہے اگر میں خط پوسٹ کر دیتا تو میری گرفتاری یقینی تھی لیکن آنحضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ’’لولا مامٌ جنّہ یُقتلُ أو یُقلتَلُ من ورائہ ‘‘ پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے ایک شدید مشکل میں گرفتار ہونے سے محفوظ رکھا۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک واقعہ سنایا جو مجھے آج تک یاد ہے۔ اِس واقعہ میں بھی بھلائی کا ایک سبق موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو واقعہ سنایا وہ کچھ یوں ہے:۔

ایک مشہور وکیل صاحب تھے۔ اُن کا ایک نوکر تھا جس کا نام تو نور محمد تھا۔ لیکن اُسے ’’نروا‘‘ کہہ کر پکارتے تھے۔ ’’نروا‘‘ ان پڑھ تو تھا ہی لیکن اُس کے دل میں علم حاصل کرنے کی شدید خواہش تھی۔ وہ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ایک قاعدہ لے کر بیٹھ جاتا اور کسی سے کچھ پوچھ کر یاد کر لیتا۔ اِس طرح ہوتے ہوتے اُس نے پرائمری تک تعلیم مکمل کر لی۔ پھر اس کے دل میں مزید علم حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور اُس نے مڈل کی کتابیں لے لیں اور فارغ وقت میں پڑھنے لگا۔ ایک دن وہ کسی کتاب کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ وکیل صاحب نے اُسے آواز دی۔ ابے اوئے نُروے! اِدھر آ۔ نُروے نے کہا جی ابھی آتا ہوں۔ اُس کے بعد پھر کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد وکیل صاحب نے غصہ سے کہا:۔ ابے اوئے نروے! تو نے کون سا وکیل بن جانا ہے۔ اِدھر آ! نُروا ’’آ گیا اور وکیل صاحب کا کام کر کے آ گیا۔ پھر اُس کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ میں کیوں وکیل نہیں بن سکتا؟۔ مجھ میں اور وکیل صاحب میں کیا فرق ہے؟ میں بھی تو اُنہی کی طرح کا انسان ہوں۔ چنانچہ اُس نے وکیل بننے کا تہیہ کر لیا۔

نروے نے نوکری کے دوران ہی محنت سے، پڑھے لکھے لوگوں سے پوچھ پوچھ کر پہلے مڈل اور پھر میٹرک کا امتحان پاس کر لیا اُس کے بعد نوکری چھوڑ کر شہر چلا گیا۔ وہاں جا کر پرائیویٹ طور پر امیر لوگوں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا اور گزر بسر کرتا اور ساتھ مزید تعلیم حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا۔ ہوتے ہوتے اُس نے، ایف اے پھر بی اے کا امتحان بھی پاس کر لیا اور اِس طرح وکیل بننے میں کامیاب ہو گیا۔ کئی سال بعد اُس نے سوٹ پہنا، ٹائی لگائی اور اُسی وکیل کے پاس چلا گیا جس کے پاس وہ نوکری کرتا تھا۔ وکیل صاحب نے کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ وہ بولا کہ جناب آپ کا وہی پرانا خادم ’’نروا‘‘ وکیل صاحب نے اُسے گلے لگا لیا اور پیشکش کی کہ میرے پاس قانون کی کتابیں موجود ہیں تم جب چاہو ان سے استفادہ کر سکتے ہو۔

اِس طرح وہ ’’نروا‘‘ نور محمد ایڈووکیٹ بنا اور عزت سے زندگی گزارنے لگا۔ اس واقعہ میں ایک سبق پوشیدہ ہے کہ انسان اگر محنت کرے تو بہر حال ترقی کر کے اپنی زندگی سنوار سکتا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے بچے تعلیم حاصل کر کے بڑے بڑے عہدوں تک پہنچے۔ آپ کا ایک بیٹا سی۔ ایس۔ پی آفیسر بن کر ریٹائر ہوا۔ آج مکرم ڈاکٹر صاحب کے بچے پاکستان کے علاوہ، انگلینڈ، جرمنی، امریکہ اور کینیڈا وغیرہ ممالک میں آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ نیز ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی سعادت عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ سعیدہ خانم۔سسکاٹون کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

مورخہ 4 ستمبر 2021 ءکا اداریہ ’’کرونا وائرس سے حفاظت اور سادگی اپنانے کی ضرورت‘‘ ماشاءاللہ بہت ہی مفید ہدایات پر مبنی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔سب سے بڑی بات سمعنا و اطعنا ہے۔ اگر ہم سب ان ہدایات پرعمل کریں تو بہتوں کا بھلا ہوجائے۔ امسال خاکسار کے بڑے بھائی جن دنوں کینسر میں مبتلا تھے اور گھر قریب ہونے کی وجہ سے روزانہ ملاقات بھی ممکن تھی کیونکہ ڈاکٹروں نے انکی زندگی کے بارے میں ناامیدی ظاہر کی ہوئی تھی اس لئے ان سے روزانہ ملنے کو دل بھی بہت چاہتا تھا۔اکثر فون پر ان سے بات چیت ہوتی، حال احوال پوچھ لیا کرتی۔ایک روز کہنے لگے۔تم کرونا سے ڈرتی ہو اس لئے ہمارے گھر نہیں آتی؟، خاکسار نے عرض کیا کہ کرونا سے بھی ڈرتی ہوں مگر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کرونا کے بارے میں حضور اقدس ایدہ اللہ کی ہدایات پرعمل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں،اس کے علاوہ حکومت نے بھی گو لاک ڈاون تو نہیں کیا مگر گھروں میں ایک دوسرے سے ملنے سے منع کر رکھا ہے،اس لئے میں حکومت کی بات پر بھی عمل کر رہی ہوں۔میرے اس جواب سے وہ مطمئن ہو گئے اور کہا کہ تم بہت اچھا کر رہی ہو۔ کچھ عرصہ بعد بھائی جان کے انتقال کے باعث ہمارا بہت ساوقت اداسی میں گزر گیا مگر ہم نے بہت احتیاط کی تا سب لوگ محفوظ رہیں۔اسی طرح یہاں ایک بچی کی شادی ہوئی اس نے اپنے والدین سے کہا کہ آجکل کرونا پھیلا ہوا ہے آپ میری شادی بالکل سادگی سے کر دیں اور جو پیسہ آپ نے میری شادی کی بڑی دعوتوں کے لئے رکھا ہوا ہے وہ ’’مریم شادی فنڈ‘‘ میں دے دیں۔ چنانچہ اس کے والدین نے چھوٹے پیانے پر شادی کی دعوت رکھی۔ہمیں اس بچی کی ایسی سوچ پر بڑا رشک آیا۔ اللہ کرے کہ ہم سب سادگی کو اپنا کر اپنی زندگیوں میں آسانیاں پیدا کر لیں اور دوسروں کے لئے بھی مفید ثابت ہوں۔ آمین

- مکرم مظفر احمد شہزاد لکھتے ہیں:

الفضل آن لائن کا ہر شمارہ معلومات میں اضافہ کرتا ہے۔ جلسہ سالانہ کی تاریخ پر شمارہ انتہائی معیاری تھا۔اسی طرح روزانہ کے اداریے جس محنت شاقہ، توجہ اور معروضی تربیتی حالات کے عین مطابق ہوتے ہیں وہ سراہنے ،اور مبارکباد کے حق دار ہیں اللہ تعالیٰ ہر روز ترقی دیتا چلا جائے۔ آپ کی ادارت میں الفضل کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

آج کی دعا

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡۢبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ۔ اَشۡھَدُاَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اعۡتَرَفۡتُ بِذَنۡۢبِیۡ فَا غۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ فَاِنَّہٗ لَایَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّآ اَنۡتَ۔

ترجمہ: میں اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں ۔ میں اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں ۔ میں اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں ۔اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا پس میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کے بیعت لینے کے الفاظ ہیں۔ پہلے دن جب آپؑ نے بیعت لی تو وہ تاریخ 20رجب 1306ھ مطابق 23مارچ 1889ء تھی اور اس وقت بیعت کے الفاظ یہ تھے:

’’آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھونگا اور 12جنوری کے دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند ہونگا اور اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡۢبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ۔ اَشۡھَدُاَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اعۡتَرَفۡتُ بِذَنۡۢبِیۡ فَا غۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ فَاِنَّہٗ لَایَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّآ اَنۡتَ۔

حضرت مسیح موعودؑ بیعت کنندگان کو قیمتی نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ بیعت جو ہے اس کے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔ اس کی برکات اور تاثیرات اسی شرط سے وابستہ ہیں جیسے ایک تخم زمین میں بویا جاتا ہے تو اس کی ابتدائی حالت یہی ہوتی ہے کہ گویا وہ کسان کے ہاتھ سے بویا گیا اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ اب وہ کیا ہو گا۔ لیکن اگر وہ تخم عمدہ ہوتا ہے اور اس میں نشوونما کی قوت موجود ہوتی ہے تو خدا کے فضل سے اور اس کسان کی سعی سے وہ اُوپر آتا ہے اور ایک دانہ کا ہزار دانہ بنتا ہے۔ اسی طرح سے انسان بیعت کنندہ کو اوّل انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 454، 455)

مرسلہ: مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اسلام نے معاشرے میں عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔حضور پرنور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عورتوں کو انکے اس مقام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پس اے احمدی عورتو! تم اپنے اس اعلی مقام کو پہچانو اور اپنی نسلوں کو معاشرے کی برائیوں سے بچاتے ہوئے ان کی اعلیٰ اخلاقی تربیت کرو اور اس طرح سے اپنی آئندہ نسلوں کے بچاؤ کی ضمانت بن جاؤ۔ اللہ ان لوگوں کی مدد نہیں کرتا جو اس کے احکام کو وقعت نہیں دیتے۔ اللہ آپکو اپنا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ اپنی آئندہ نسل کو سنبھالنے والی بن سکیں۔ آمین۔‘‘

(جلسہ سالانہ گھانا 2004ء الازھار لذوات الخمار۔ اوڑھنی والیوں کیلئے پھول جلد 3 حصہ اول)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

16 ستمبر 2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	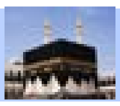	04:51	18:23
مدینہ منورہ	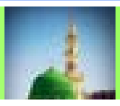	04:50	18:24
قادیان	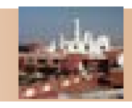	04:51	18:33
ربوہ	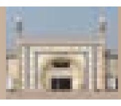	04:31	18:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:10	19:15